مولای صلِّ وسلِّم دائماً ابداً ‏ درسِ حدیث ‏ علیٰ حبیبک خیرِ الخلقِ کلّھِمِ

سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ
بنو اُمیہ اور تاریخی پس منظر

حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہٗ العزیز

ترتیب و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

کیسٹ نمبر ۳۰، سائیڈ بی، ۸۴-۲-۲۴

الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین والصلٰوۃ والسّلام علٰی خیر خلقہ سیّدنا و مولانا محمّدٍ وّ آلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد ! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایات گزری ہیں جن میں یہ تھا کہ حضرت حسنؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت تھی ایک یہ بھی تھا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا بھی ایسے ہی حال تھا، اُن کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت تھی اُس میں یہ بھی آیا تھا کہ حضرت عبداللہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں اُن سے پُوچھا گیا کہ اگر کوئی آدمی حج یا عُمرہ کرنے والا احرام کی حالت میں مکھی مار دے تو اُس کو کیا فِدیہ دینا ہوگا، کیا صدقہ دینا ہوگا ؟ تو اُس پر اُنھوں نے فرمایا تھا کہ دیکھو یہ عراق سے آیا ہُوا ہے اور یہ مجھ سے یہ مسئلہ پُوچھ رہا ہے حالانکہ قد قتلوا ابن بنت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے بیٹے (نواسے) کو شہید کر دیا اُس وقت اُنھیں خیال نہ آیا کہ اَب ہم کیا کر رہے ہیں اور مکھی کے بارے میں سوال ہے کہ اُس کا فِدیہ کیا ہوگا۔

رسول کی پسند اللہ کی پسند ہے

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ ھما ریحانتای من الدنیا یہ دونوں کے دونوں دُنیا میں میری خُوشبو ہیں اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے ہیں جنھیں محبوب رکھتے ہیں تو یہ قدرت کی طرف سے سمجھا جاتا ہے کہ فلاں صحابی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا تو اللہ کو بھی وہ پسند تھے یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ پسند فرمایا تو وہ خدا کو پسند تھے رسول کی پسند اللہ کی پسند شمار کی گئی۔

حضرت حسینؓ کی شہادت اور تاریخی پس منظر

یہاں ایسے ہوتا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا جب زمانہ آتا ہے شہادت کا تو اس سے پہلے جو حالات چل رہے تھے وہ میں عرض کر رہا تھا کہ

حضرت معاویہؓ کا زُہد و حکمرانی کا عرصہ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے تقریباً چالیس سال حکومت کی ہے جن میں سے اٹھارہ یا بائیس سال غالباً پُوری حکومت کے حکمران رہے اُس سے پہلے اٹھارہ سال حکمرانی کی ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ مَیں نے حکومت اتنے عرصہ چلائی ہے کہ میں حکومت کرتے کرتے تھک گیا ہوں یہ تو اُن کے زُہد کی دلیل ہے دُنیا سے محبّت نہ ہونے کی دلیل ہے اور اس بات کی دلیل ہے کہ جو وہ کرتے تھے وہ برائے اصلاحِ رعیّت کرتے تھے ورنہ جو آدمی اتنے بڑے منصب اور عہدے پر پہنچ جائے خلیفہ ہو، امیر المومنین ہو۔ پھر وہ یہ نہیں سوچتا کہ مَیں نے اتنے دن حکومت کی ہے وہ آخری وقت تک چاہتا ہے کہ وہ حکومت کرتا رہے چھوڑنا چاہتا ہی نہیں سوائے اس کے کہ دُنیا سے اُسے محبّت نہ ہو تو یہ اُن کی دُنیا سے محبّت نہ ہونے کی دلیل ہے کہ جو کچھ وہ چاہتے تھے وہ اُن کی رائے تھی کہ مَیں مفید ہو سکتا ہوں اُمّت مسلمہ کے لیے زیادہ میں کام کر سکتا ہوں زیادہ میں چلا سکتا ہوں زیادہ، اس طرح کی رائے جو بھی تھی اُن کی اس لیے تھی۔

صحابہؓ کے بارے میں نیک گمان رکھنا ضروری ہے

صحابہ کے بارے میں نیک ہی گمان رکھنا ہی اپنی آخرت کے لیے مفید ہے۔ تو حالات اُن کے جو آخری دَور کے ہیں وہ بھی ایسے ہی ہیں ایک آدمی صحابی سے حدیث سُن کر گیا تھا وہاں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سُنا دی، اُس میں یہ مضمون آتا ہے کہ شہید کو بلایا جائے گا۔ قیامت کے دن اُس سے پُوچھا جائے گا کہ تم نے کیا کیا تھا دُنیا میں وہ کہے گا کہ مَیں تیری راہ میں لڑا اور جان دے دی تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو میرے لیے نہیں لڑا تھا بلکہ اس لیے لڑا تھا کہ کہا جائے کہ یہ بڑا بہادر ہے تو میرے چرچے ہوتے۔ دُنیا میں تو بدلہ تجھے مِل چکا تیرے آنے کے بعد تیرے مارے جانے کے بعد، تاریخوں میں تیرا نام آیا تجھے بہت کچھ ملا وہاں حکومت کی طرف سے انعامات ملے۔ مثال کے طور پہ ایک شخص اس لیے لڑتا ہے کہ مَیں اگر مر جاؤں تو میرے بال بچّوں کے لیے یہ ہو اور مجھے نشانِ حیدر ملے تو یہ نیت صحیح نہیں ہے خُدا کو پسند نہیں ہے، جنھیں مِلا ہے اُن کے لیے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے وہ اُن کی نیّتوں پر ہے خُدا جانتا ہے اور وہ جانتے ہیں کیونکہ نیک نیّت لوگوں کا بھی نام ہوتا ہے اور اُن سے زیادہ

ہوتا ہے، دیرپا ہوتا ہے۔ لوگ نمونے کے طور پر پیش کرتے ہیں بُرے بھی اُن کا نام اچھائی کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور دوسرے جو طبقات ہوتے ہیں اُن کا نام بھی چلتا ہے اور یہی آتا ہے کہ جو غیر مسلم ہیں وہ جو کچھ کریں گے اُن کا بدلہ اُن کے لیے یہ ہوگا کہ راحت آسائش، صحت، دولت، نام اور بس اور مقصد بھی اُن کا یہی ہوا کرتا ہے لہٰذا دیکھ لیں کہ یہ میو ہسپتال چل رہا ہے، لارڈ میو نے شاید اسے قائم کیا تھا جو گورنر تھا اُس کے نام پر ہی نام رکھا گیا۔ گنگارام ہسپتال گنگارام کے نام پر ہی نام رکھا گیا تھا تو ایک عرصہ تک نام ہی نہیں بدلے تقسیم بھی ہوگئی مذہب کی بُنیاد پر سب کچھ ہوگیا نام وہی چل رہا ہے نہرو گارڈن، گاندھی گارڈن کراچی میں چلے آرہے ہیں تو اُن کا مطلب بھی یہی ہوتا ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث سُنائی گئی اور پھر اسی طرح کے کلمات آتے ہیں حافظ کے بارے میں، عالم کے بارے میں قاری کے بارے میں العیاذ باللہ صدقہ دینے والے کے بارے میں، سخی آدمی کے بارے میں وہ کہے گا میں نے تیرے لیے کیا جواب یہ ہوگا اللہ کی طرف سے کہ وہ تُو نے میرے لیے نہیں کیا وہ تو اس لیے کیا تھا کہ تیرا چرچا ہو، بڑا عالم ہے بڑا قاری ہے بڑا سخی ہے بڑا مجاہد ہے چرچے کے لیے کیا تھا وہ تجھے حاصل ہوگیا اور پھر فرمایا جائے گا جاؤ لے جاؤ جہنم میں العیاذ باللہ کیونکہ نیکی جو ہے وہ تو ہوئی ہی نہیں اور بُرائی قائم ہے

حضرت معاویہؓ پر حدیث کا اثر

تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سُنی تو رونے لگے اور بیہوش ہوگئے اور اُنھوں نے کہا فقد جائنا ھذا بِشَرٍّ یہ آدمی ہمارے لیے ایک تکلیف دہ چیز لے کر آیا ہے یعنی اس کو اندازہ ہی نہیں تھا اُن کے مزاج کا یا اُن کے تقوے کا اُن کی قلبی کیفیت کا کہ دل میں کیا ہے کتنا خوف ہے خشیت ہے دل میں؟

معلوم ہوتا ہے کہ بالکل آخری ایام جو ہیں اُن میں تو زُہد کا بہت ہی زیادہ غلبہ تھا تو وہ یہ فرماتے ہیں کہ میں نے اتنے عرصہ حکومت کی کہ میں تنگ آگیا، جی بھر گیا ہے میرا لیکن حالات وہ تھے جو میں نے آپ بتلائے ہیں کہ بنو امیہ بڑھتے بڑھنے، بڑھتے بڑھتے بہت آگے آگئے ہر جگہ وہی ہوگئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دَور میں بھی۔

بنوامیہ کی ترقی کی ابتداء اور وجہ

اس وقت سے بڑھنا شروع ہوتے تھے جب ایک دھچکہ لگا تھا حضرت ابوسفیانؓ کو کہ ہم ملنے آئے ہوئے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور پہلے سے بیٹھے ہیں اور بلالؓ بعد میں آئے ہیں اُنھیں بلالیا اور ہمیں انتظار میں رہنے دیا اور یہ اُنھوں نے کوئی بُری بات نہیں سوچی، انتقامی بات نہیں سوچی بلکہ اپنی کمی پہ نظر کی۔

ایک خاص خوبی جو ایمان کا تقاضا ہے

اور ایمان جب آجائے آدمی میں تو یہ خوبیاں ہی خوبیاں لاتا ہے ایک بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ اپنی خرابی پہ نظر پڑنے لگتی ہے تو اپنی خرابی پر نظر پڑی پھر اُنھوں نے اس کی تلافی کا طریقہ سوچا اُس کی وجہ سے وہ شام کی فتوحات میں شامل ہوئے بڑی تعداد میں اُس وقت سے یہ لوگ آئے اور حضرت معاویہؓ کے آخری دور تک رہے اب یہ سوچتے کہ میرے بعد اگر ہمارے قبیلے کے علاوہ کوئی اور آئے گا تو حکومت چلا نہیں سکے گا اُنہیں چلانی مشکل ہو جائے گی تو اس میں بہتر یہی ہے کہ ہمارے خاندان میں سے کوئی آدمی آئے اور خاندانوں کے لوگ بھی تھے کوئی ایسی بات نہیں تھی اُنھوں نے پھر یہ مشورہ کیا اور سوچا یہ کہ یزید کو کہہ دیا جائے۔

یزید کا رویہ، اولاد بُرائی نیک باپ سے چھپ کر کرتی ہے

یزید کے بارے میں یہ ہے اور آپ ہر وقت یہ دیکھتے بھی ہیں کہ اگر کوئی نیک باپ کی اولاد ہو اور باپ سے ڈرتی بھی ہو وہ اگر کوئی بُرائی کرے گی بھی تو بہت چھپ کر کہ باپ کو پتہ نہ چلنے پائے جو باپ کا مزاج ہے اُس کے سامنے اُسی مزاج کے مطابق آئیں گے وہی خبریں بھی پہنچائیں گے باپ تک جو باپ کے مزاج کے مطابق ہوں تو یہی حال یزید کا تھا، باہر کے لوگ جو تھے اُن میں چرچا تھا کہ اس کا سلوک اچھا نہیں ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے وہ بُرائی نہیں لاتا تھا۔ معلوم ہوتا ہے اُن کے سامنے پُورا نقشہ نہیں تھا

ایک مزاج ایسا بھی ہوتا ہے، نیز حکومت محض عیاشی نہیں ہوتی

پھر ایک بات اور بھی ہوتی ہے کہ ایک آدمی ہے جب تک غیر ذمہ دار ہے تو غیر ذمہ دار ہے اور ذمہ داری اس پہ پڑ جاتی ہے تو پھر اُس میں تبدیلی آتی ہے حکومت جو ہے یہ محض عیاشی کا سامان ہی نہیں ہے کہ بڑی تفریح ہو، جو چاہے کرے اختیارات ہی اختیارات ہیں جس وقت جو جی میں آئے کرے وغیرہ وغیرہ یہ بات نہیں ہے بلکہ ایک بوجھ بھی ساتھ ہوتا ہے کہ مجھے چلانا ہے یہ کام حکومت ہاتھ سے نکل نہ جائے اور نکلنے کے راستے بھی اُس کے سامنے ہوتے ہیں کہ اس حکومت کے نکلنے کے راستے یہ ہو سکتے ہیں اُن کو سوچتا ہے اُن کا اُس کے ذہن پر بہت زیادہ دباؤ ہوتا ہے۔

بادشاہوں کی عمر لمبی ہو ایسا کم ہُوا ہے

بہت کم ملے گا ایسا کہ بادشاہ ہوں اور لمبی عمر بھی ہو جلدی جلدی مرتے رہتے ہیں پانچ سال دس سال دو سال ڈھائی سال پانچ سال دس سال تو اَب دیکھ لیں آپ یہ بڈھے بڈھے جو آ رہے ہیں، حکومت رُوس میں وہ جلدی جلدی ختم ہوتے جا رہے

ہیں اب آندروکوف آیا، آتے ہی تھوڑے دن گزرے بیمار ہوگیا وہ بوجھ جو پڑا دماغ پر پُوری دُنیا کے نقشے کا اور حالات کا تو وہ نہیں برداشت ہوسکا بیمار ہوگیا حتّٰی کہ جو آتا ہے جوانی کی حالت میں یا ادھیڑ عمری کی حالت میں بہرحال بوجھ بڑا ہوتا ہے وہ نہیں سنبھالا جا سکتا۔ یزید بھی اسی طرح مرا ہے اس کے لیے بھی یہی چیز کچھ ہُوئی کہ حالات ایک دم بگڑ گئے۔ چلایا کچھ دنوں لیکن نہیں چل سکے پھر ختم ہوگیا تو حضرت معاویہؓ نے سوچا، طے کیا، مشورہ کیا اور پھر اُس کے لیے دَورہ کیا باقی مصاحب ہیں جو یزید میں کمی رہے گی اس کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اراکینِ دولت، وزراء کے درجے کے، مشورے دینے والے مصاحب پُورا کر دیں گے اُنھوں نے اپنے ذہن میں جو بات سوچی وہ یہ تھی اور یہ سوچنا کوئی بُری بات نہیں ہے اُنھوں نے حکومت کا بھلا ہی سوچا تھا۔ اب اُنھوں نے دَورہ کیا رائے لی اور یہ کہ لوگ اس کی حکومت کو میرے بعد مان لیں قبول کرلیں چنانچہ کوفہ گئے ہیں مکّہ مکرّمہ گئے ہیں مدینہ منورہ گئے ہیں اور یہاں کے لوگوں کا اندازہ اُنھوں نے کیا ہے وہ پسند نہیں کر رہے تھے اس کو یہ کوشش معلوم ہوتا ہے مہینوں یا ایک آدھ سال تک چلی ہو۔

ناخوشگوار واقعے

اس دوران کئی واقعے ناخوشگوار بھی پیش آئے ہیں۔ مثلاً یہ کہ اس وقت مروان مدینہ منورہ کا گورنر تھا۔ بعد میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو بدل کر اس کی جگہ دوسرا آدمی کر دیا تھا۔ مروان نے جمعہ کے دن تقریر میں یزید کا ذکر شروع کیا اور منشاء یہ تھا کہ لوگ اس کی طرف مائل ہوں فضا سازگار بنے یہ روایت اور تاریخی واقعہ بخاری شریف میں سورۃ احقاف کی تفسیر میں آتا ہے۔ کہ یزید ابن معاویہ کا ذکر کرنے لگا تاکہ اُن کے والد کے بعد اُس سے بیعت کرلی جائے۔ لکی یبایع لہ بعد ابیہ

ہرقلی عادتیں

عبد الرحمٰن ابن ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا۔ اعتراض کے کلمات تاریخ میں مختلف ہیں اِنھوں نے فرمایا کہ یہ ھِرَقْلِی عادت ہے شام کا بادشاہ جو رُومی تھا اُس کی نسل میں چلی آرہی ہے یہ چالیس کے قریب بادشاہ نسلاً بعد نسلٍ گزرے تھے وہ اٹلی کا تھا رُوم کا تھا وہاں سے چلے تھے یہاں پانچ سو سال تک حکومت کی تقریباً چالیس یا اکتالیس بادشاہ گزرے تھے تو اُنھوں نے کہا کہ یہ تو ہرقلی باتیں ہیں یہ ہرقلی باتیں اس لیے کہا کہ ان کی شام پر حکومت تھی۔ دارالخلافہ شام تھا تو گویا تم نے اُس قوم کی عادتیں لے لیں جس قوم کو تم نے شکست دی تھی تو اُنھوں نے جب یہ جملے کہہ دیے تو مروان کو بُرے لگے، مروان نے کہا انھیں پکڑلو وہ اپنی بہن عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلے گئے مکان جو تھے وہ مسجد کی کروٹ میں (قریب ہی) تھے۔

مروان کا جھوٹ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا جواب تو مروان نے کہا کہ یہ وہی آدمی ہے کہ جس کے بارے میں یہ آیت اُتری مذمّت کی اور آیت کا حوالہ دیا والذی قال لوالدیہ اُفٍ لکما یہ آیت اس کے بارے میں اُتری ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہمارے بارے میں یہ آیتیں نہیں اُتریں صرف وہ آیتیں اُتری ہیں انزل اللہ عذری جن میں اللہ تعالیٰ نے میرے بارے میں میرے عذر کی صفائی کی ہے وہ آیتیں اُتری ہیں یعنی سورہ نُور کی دس آیتیں جو برأت (پاک دامنی) کی تھیں. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کی تھیں جن میں حدِ قذف کا ذکر ہے کوئی آدمی جھوٹا الزام کسی پہ لگادے زنا کاری کا تو کیا حکم ہے اس کا وہ آیتیں اُتری ہیں باقی ہمارے بارے میں قرآن پاک میں کوئی اور آیت نہیں اُتری یہ واقعہ بخاری شریف[1] میں موجود ہے کچھ الفاظ جو ہیں "ہرقلیہ" وغیرہ یہ تاریخ میں ہیں باقی واقعہ سارا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ جواب دیا یہ جواب دیا، اب اس کے بعد ایسے ہوتا ہے کہ وہ (حضرت عبدالرحمان ابن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ) وہاں سے مکہ مکرّمہ جارہے تھے تو راستے میں اُن کی وفات ہوگئی۔

دوسرا ناخوشگوار واقعہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جب آئے مدینہ منورہ تو تقریر کی تقریر کے بعد جب عام مجمع چھٹ گیا اور خصوصی لوگوں کا مجمع رہ گیا اتنا خصوصی بھی نہیں معلوم ہوتا انداز سے بہرحال کم لوگ جب رہ گئے اور اُن میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے تو اُنھوں نے کہا جو آدمی ـــــ یہ کہتا ہے کہ وہ ہم سے زیادہ حق دار ہے تو فلیطلع لنا قرنہ تو وہ اپنا سر اُٹھاکر دکھائے فلیطلع لنا قرنہ ہم اس آدمی سے بھی زیادہ حق دار ہیں اس معاملے میں اور اُس کے باپ سے بھی زیادہ فلنحن احق بہ منہ ومن ابیہ تو بہت سخت جُملے تھے یہ اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو گویا خطاب کرنا تھا سُنانے تھے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور بیعت اور واقعہ اس طرح سے ہُوا تھا کہ وہ بیعت کرلے میں تأمل کررہے تھے تو انھوں نے کہا کہ ہم زیادہ حق دار ہیں اس سے بھی اور اس کے والد سے بھی۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا مشورہ وہ (ابن عمر رضی اللہ عنہ) گھر میں تھے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے جاکر بات کی کہ دیکھو اس طرح سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی حکومت قائم کی ہے اور ہمیں اُنھوں نے کسی چیز میں بھی داخل نہیں کیا بالکل نکال دیا ہے یعنی مُشیر رکھتے یا کچھ کرتے، کچھ نہیں

---

[1] بخاری شریف ج۲ ص۷۱۵ فقالت عائشہ من وراء الحجاب ما انزل اللہ فینا شیئا من القرآن الا ان اللہ انزل

کیا بالکل نظر انداز کر دیا تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اس وقت سر دھو رہی تھیں. سر دھو کر آئیں تو لٹوں سے پانی بہہ رہا تھا نَوسَاتُھَا تَنْطِفُ [1] یہ تاریخی واقعہ بخاری شریف میں آیا ہے اُنھوں نے کہا کہ تم جاؤ وہاں اور تمہارے نہ جانے میں ایک شر ہو جائے گا۔ ایسا نہ ہونا چاہیے یہ چلے گئے وہاں تو اُنھوں نے یہ جُملہ کہہ دیا۔ اُنھوں نے یہ جملہ کہا تو یہ سمجھ گئے۔

حضرت ابن عمرؓ کا تحمل اور اجر کی اُمید

ایک صاحب ہیں حبیب جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سیکرٹری ہیں بعد میں اُنھوں نے اُن سے (ابن عمرؓ) پُوچھا کہ آپ نے جواب نہیں دیا اُن کا (حضرت معاویہؓ کا) اُنھوں نے کہا کہ مَیں نے سوچا تھا کہ میں جواب دُوں کہ آپ سے زیادہ حق دار وہ آدمی ہے کہ جس نے اُس وقت جہاد کیا تھا کہ جس وقت تم اور تمہارے باپ کُفر کی طرف تھے اور وہ (یعنی ہم) اسلام کی طرف تھے تو غزوہ خندق جو ہُوا ہے اس میں اور حضرت سفیانؓ تو بہرحال سب کے سردار ہی تھے. حضرت معاویہؓ بھی اُس طرف تھے اور اُس میں حضرت عبداللہ ابن عُمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھے۔ اُنھوں نے کہا کہ پھر آپ نے یہ کہا کیوں نہیں، کہنے لگے مَیں نے اس لیے نہیں کہا کہ میں جُملہ کچھ کہوں گا اور دُور دُور بات پھیلے گی، پُوری سلطنت میں جانے والے جائیں گے بات پھیلے گی۔ مَیں تو صرف جواب دوں گا مقصد میرا اس سے زیادہ نہیں ہوگا لوگ اس سے زیادہ مقصد لیں گے اور شر ہوگا اور پھر خواہ مخواہ خونریزی ہوگی تو اس خونریزی سے بچنے کے لیے مَیں نے کوئی جواب نہیں دیا مَیں نے کہا کہ صبر میں بھی خُدا نے وعدہ رکھا ہے۔ اعد اللہ من الجنان اس لیے مَیں نے صبر کیا تو حبیب نے کہا حُفِظْتَ وَعُصِمْتَ [2] آپ نے اپنے آپ کو بچا لیا یعنی عند اللہ بھی اور (عند الناس بھی آپ نے صحیح بات کی اور صحیح طریقہ کار اختیار کیا۔

حضرت معاویہؓ کے سخت جملہ کی حکیمانہ توجیہ

تو اب ایسے ہوتا ہے کہ حضرت معاویہؓ کا یہ جملہ جو ہے کہ ہم اُس سے اور اُس کے والد سے بھی زیادہ حق دار ہیں۔ مَیں نے اُس پر غور کیا تو یُوں سمجھ میں آتا ہے کہ شام کی فتوحات جو ہُوئی ہیں پُورا شام کا علاقہ فلسطین، اُردن، لبنان اور آگے اس کے شمال میں ترکی کی طرف یہ فتح کرنے والے جو جنرل تھے جو کرنل تھے جو کمانڈر تھے چھوٹے یا بڑے بڑے وہ اصل میں ان کے خاندان کے تھے یہ کہتے ہیں کہ یہ علاقہ ہم نے فتح کیا ہے لڑ لڑ کر یہ ٹھیک ہے تمہارے والد (یعنی حضرت عمرؓ) امیر المومنین تھے حکم اُن کا تھا، لڑنے والے ہمارے خاندان کے لوگ تھے. اللہ نحن

---

[1] بخاری شریف ص ۵۸۹ ج ۲

[2] بخاری شریف ص ۵۹۰ ج ۲

احق بہ منہ و من ابیہ تو حضرت ابن عمرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے بھی زیادہ حقدار، جملہ سخت تھا مگر یہ جملہ ایسا ہے کہ جو اُنھوں نے اس نیت سے نہیں کہا کہ کسی کی توہین مقصود ہو جملہ ہے بس ایک، جیسے وقتی ہوتا ہے۔

یکسوئی پھر پچھتاوا

تو یہ حالات جب دیکھے تو حضرت ابن عمرؓ بالکل یکسو ہو گئے ساری عُمر کے لیے اور وہ بعد میں پچھتایا کرتے تھے رویا کرتے تھے کہ مَیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شامل ہو کر لڑا کیوں نہیں اگر مَیں بھی شامل ہو جاتا تو اور بھی بہت سے لوگ شامل ہو جاتے میں لڑا کیوں نہیں مَیں ایک طرف کیوں رہا؟ تو حضرت ابن عمرؓ نے حضرت علیؓ کو خلیفہ مانا ہے حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ جو عشرہ مبشرہ میں ہیں اُنھوں نے بھی خلیفہ مانا ہے اُنھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیت المال سے وظیفہ لیا ہے لیکن لڑائی میں اُن کے ساتھ شریک نہیں ہوتے۔

حضرت علیؓ کا حلم و عدل

تو حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ لِلّٰہِ منزل نزلہ سعد و ابن عمر یعنی بہت ہی اچھا درجہ ہے یہ بھی جو حضرت سعدؓ اور حضرت ابن عمرؓ نے اختیار کیا ہے اگر میرے ساتھ نہ آنا میری نافرمانی کرنا گناہ ہے تو چھوٹا گناہ ہے اور اگر یہ نیکی ہے جیسے کہ اُن کا گمان تھا کہ ہم جائیں گے بھی لڑیں گے بھی تو سامنے تو مسلمان ہی ہوں گے وہی مارے جائیں گے تو بہت بڑی نیکی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مزاج میں انتہائی عدل و نرمی تھی تو اُنھوں نے ان دونوں کے بارے میں یہ فرمایا تو یہ پچھتایا کرتے تھے کہ اگر مَیں اُس وقت شامل ہوتا تو ایک طرف کا پلّہ بھاری ہو جاتا اور دوسری چیزیں جو تھیں وہ پیش نہ آتیں لیکن سب بعد از وقت تھا تو اُنھوں نے اُس وقت سے لے کر آخر حیات تک یہ خیال ہی ذہن سے نکال دیا کہ مَیں سیاسی آدمیوں کے ساتھ رہوں پھر کبھی سیاست میں حصّہ لیا ہی نہیں یکسو ہو کر رہ گئے بالکل تو حضرت معاویہؓ نے جب دَورہ کیا ہے اس چیز کے لیے (یعنی یزید کی نامزدگی کے لیے) تو اور لوگ جو تھے انھوں نے مخالفت کی، مخالفت کرنے والوں میں حضرت ابن عمرؓ کا نام نہیں ملے گا کہیں کیونکہ یہ قصّہ جب پیش آیا جو مَیں نے عرض کیا بخاری شریف کے حوالے سے کہ حضرت معاویہؓ نے کہا کہ ہمارے سامنے سر اُٹھائے ہم بات کریں گے دیکھیں گے اُسے کون ہے بس اُس کے بعد سے اُنھوں (ابن عمر رضی اللہ عنہ) نے یکسوئی اختیار کر لی۔ اور حضرت عبدالرحمٰن ابن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مخالفت کی لیکن وہ حیات نہیں رہے وہاں (مدینہ منورہ) سے جا رہے تھے (مکّہ مکرمہ) سفر میں کہ وہیں وفات ہو گئی۔

(باقی صفحہ ۲۴ پر)

لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ

ذبح کے بعد کی دُعا:

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ وَخَلِيْلِكَ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

مسئلہ: قربانی کی رسی وغیرہ سب چیزیں خیرات کر دے۔

مسئلہ: جس پر قربانی واجب تھی لیکن اس نے برسوں قربانی نہیں کی تو وہ گناہ کی معافی بھی مانگے اور جتنے سالوں کی قربانی رہ گئی اس قدر قیمت کا صدقہ کر دے۔

مسئلہ: قربانی سے پہلے قربانی کے جانور کا دُودھ دوہا ہو یا اس کی اُون اُتاری ہو تو اس کو صدقہ کرنا لازم ہے۔

بقیہ: درسِ حدیث

تین بڑے شہروں کی اکثریت مخالف تھی

تو ان حالات میں یزید کے لیے بیعت لی گئی، تین شہر (مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ کوفہ) مخالف تھے۔ اُنھوں نے رائے نہیں دی کچھ لوگ اُن میں سے مل گئے ایسے کہ جنھوں نے تائید کی ہے لیکن اکثریت نے یزید کو قبول نہیں کیا اس کے بارے میں کچھ اور چیزیں آئیں گی۔ انشاء اللہ وہ پھر عرض کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ الایمان رکھے اور صحابہ کرام کے بارے میں نیک گمانی قائم رکھے (آمین)